سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاص وللّٰہیت کی برکات اور ثمرات

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفآء ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وذلک دین القیمۃ (سورۃ البینۃ)

ترجمہ: اور حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص کر کے اس کے واسطے بندگی ابراہیمؑ کی راہ پر اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور یہ مضبوط لوگوں کی راہ ہے۔

وقال اللہ جل جلالہ و ادعوہ مخلصین لہ الدین ''خالص اللہ کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو''

وعن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لایقبل من العمل الاما کان لہ خالصاً وابتغی بہ وجہ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا نیک اعمال میں سے اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتے ہیں جو صرف اللہ کے رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کئے جائیں۔

عقیدۂ توحید: محترم حاضرین! عقلی ونقلی دلائل کی رو سے یہ بات مسلمہ ہے کہ اس ساری کائنات کو وجود میں لانے والا ایک ہی ہے جو کہ رب العالمین اللہ تعالیٰ ہیں، یہی وجہ ہے کہ انسان تب مسلمان ہوگا کہ اس کے باطن وظاہر پر عقیدہ راسخ ہو کہ اس کا پیدا کرنے والا، پالنے والا اور خیر وشر کا مالک، دینے اور لینے والا ایک ہے جس کے ساتھ ان کمالات وصفات میں کوئی شریک نہیں، ہم اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ عزت وذلت دنیا اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ کسی کو ذلت ورسوائی کے اندھے گڑھے میں پہونچانا چاہے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اسے بربادی سے نہیں بچا سکتی۔ کسی کو عزت کا مرتبہ دینا چاہے، دنیا کی تمام قوتیں یکجا ہو کر اس فرد کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ انسان دنیا کی بے شمار نعمتوں سے جو استفادہ کر رہا ہے یہ تمام مخلوق اسی کے دستر خوان کے خوشہ چین ہے۔ زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی مقرر کردہ زندگی سے ایک منٹ زیادہ نہ کوئی جی سکتا ہے نہ مقررہ وقت سے ایک لمحہ آگے پیچھے موت واقع ہو سکتی ہے۔

مقاصد تخلیق کی تکمیل: جب سب کچھ اسی کا ہے اور اسی کے حکم پر ایک مخصوص اور مربوط نظام سارا کارخانہ

الم رواں دواں ہے تو پھر عقل سلیم رکھنے والے کے لئے تو عقل وعرف کا تقاضا یہی ہے کہ اس ذات کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ مانا جائے۔ کلام اللہ اور ارشادات نبوی ﷺ میں شرک کی جس شدومد سے مذمت کی گئی، قسم قسم کے دلائل اور وحدانیت رب کی عظمت واہمیت کے لئے وعجیب وغریب انداز اختیار کئے گئے، علم وحکمت کے وہ اسرار ورموز اور موتی کسی اور کے کلام میں موجود نہیں۔ دنیا کی تمام حوائج وضروریات کو پورا کرنے کا وعدہ جس ذات نے فرمایا اس نے انسان کے ذمہ صرف اور صرف اپنی عبادت کی ڈیوٹی سپرد کی۔ اب انسان پر لازم ہے کہ اس کی پیدائش کا جو مقصد ہے اسے صحیح اور مکمل طریقہ سے سرانجام دے۔

عبادات میں اخلاص کی ایک تمثیل: ایسی عبادت کی جائے جو ابتداء سے انتہاء تک اخلاص کا مجموعہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی عبادت کو قبول ہی نہیں کرتا جو ظاہر میں تو اچھی معلوم ہو اور اخلاص وقلبی توجہ سے خالی ہو۔ اگر کوئی مسلمان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ودیگر اعمال صالحہ ریا اور دکھاوے یا کسی اور ناجائز غرض کے لئے کر رہا ہے تو اللہ کے ہاں ان اعمال کا کوئی درجہ اور قدر وقیمت نہیں۔ معلوم ہوا عبادات کی صحت وفساد کا دارومدار اخلاص یعنی تصحیح نیت پر اخلاص پر ہے اور خالص اس چیز کو کہتے ہیں جس میں اس شی کے علاوہ کسی اور چیز کو نہ ملایا جائے۔ ہم اگر بازار میں خریداری کرنے جاتے ہیں تو خریدنے والی اشیاء کو انتہائی غور سے ٹٹولنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ چیز دو نمبر اور اس میں کسی اور چیز کی آمیزش تو نہیں۔ بالکل خالص ہے یا وزن اور زیادہ منافع کمانے کے لئے ناقص اشیاء تو شامل نہیں۔ بدقسمتی سے اب ایسا وقت آیا ہے کہ ہر فرد اپنے ہی مسلمان بھائی کو لوٹنے کے لئے کھانے پینے کے سامان میں بھی کئی ناقص، مضر صحت، ہلاکت کے سبب بننے والے مواد کو شامل کرنے میں خوف خدا، مخلوق خدا کیساتھ بے ایمانی کے تصور کرنے سے بھی محروم ہو گیا۔ لیکن جب بھی خریدار کو علم ہو کہ فلاں شخص نے مجھے خالص سودا کے بجائے جعلی اور آمیزش والا سودا دیا ہے۔ دکاندار سے نہ صرف گلہ کرے گا بلکہ خریدی ہوئی شئی کو بھی ناقابل استعمال اور ضرر رساں اشیاء کی طرح کچرے کے ڈھیر میں شامل کر دیتا ہے۔ یہی صورتحال عبادات میں اخلاص کی ہے، ہر عمل اور کار خیر کیلئے اخلاص کی حیثیت روح کی ہے۔ دنیا میں جتنے اللہ کے محبوب اشخاص، نامور ہستیاں گزری ہیں۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ان کے نام سورج، چاند، ستاروں کی طرح روشن اور زندہ وتابندہ ہیں۔ ان کی زندگیوں کے مطالعہ، تتبع اور تحقیق سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کے ان بلند مقام حاصل کرنے میں زیادہ عمل دخل انکے اخلاص کا ہے، اخلاص وہ اعلیٰ ترین صفت ہے جو انسان اور اس کے عمل کو دوام بخشتا ہے۔

مخلصانہ کردار کی تابندہ مثال: زمانہ قریب کی ایک مثال ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے قصبہ دیوبند میں ایک استاد اور ایک شاگرد نے اخلاص سے علوم دینیہ کی بنیاد رکھ دی ان کے اخلاص بھرے عمل کو اللہ نے دوام بخشا کہ آج چاردانگ عالم میں اس شجر طوبیٰ کے باغ وبہار ہر طرف لہلہاتے نظر آرہے ہیں۔ اس علمی وروحانی مرکز علمی کی شعاعوں

سے اسلامی دنیا منور ہو کر دارالعلوم دیوبند حق وصداقت کی علامت بن چکی ہے۔

اخلاص کے ثمرات: بہرحال ذکر اخلاص ونیت کا ہو رہا تھا نیک اعمال کے مقبولیت اور رد ہونے کا سارا انحصار نیت پر ہے کہ آیا یہ عمل اللہ کی رضا کے لئے ہے یا لوگوں کو دکھانے کیلئے ہے اگر نیت عمل کرتے وقت یہ ہو کہ لوگ اسے عابد وزاہد اور بزرگ سمجھیں یہ مقصد تو اس دنیا میں لوگ اسے متقی وپرہیزگار سمجھ کر حاصل ہو جائیگا اگر نیت اللہ کے رضا اور اس کے حکم کی اطاعت ہو تو قیامت کے بعد جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے یہی اخلاص نیت وہاں کارگر ثابت ہو کر جنت بھی حیات جاودانی کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے: **ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الأخرة نؤته منها وسنجزی الشاکرین،** (سورہ آل عمران)

ترجمہ: جو شخص اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہے گا یہیں اس کا بدلہ مل جائے گا (آخرت میں محروم ہوگا) اور جو شخص اپنے (نیک) عمل کا اجر آخرت میں حاصل ہونے کا طلب گار ہو تو اسے آخرت میں ثواب ملے گا اور ہم بہت جلد شکریہ ادا کرنے والوں کو بدلہ دیں گے۔

انبیاء کرام کا اخلاص: یاد رہے جس شخص نے عمل اخلاص نیت کے بغیر کیا اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ اور وہ بھی صرف دنیا میں مل جائے گا۔ اور نیت خالص رکھنے والے جس نے نیکی خلوص قلب سے اللہ کے خوشنودی کیلئے کی ہو اللہ جو بے حد کریم ورحیم ہے اس عمل کا بدلہ آخرت میں تو انشاء اللہ ضرور دے گا دنیا میں بھی اس بندہ کو اسکے بدلہ مزید کرم وانعام سے نوازتا ہے۔ قرآن کریم انبیاء کے واقعات، اپنے قوموں کو دعوت تبلیغ ان کے جوابات اور پھر ان کے انبیاء کے ساتھ سلوک سے بھرا پڑا ہے۔ ہر نبی نے اپنے قوم کو راہ راست پر لانے کیلئے جو دعوت دی وہ کسی غرض اور لالچ یا دنیوی فوائد کیلئے نہ تھی بلکہ ہر ایک کا نعرہ تھا کہ **ما اسئلکم علیه من اجرٍ إن اجری إلا علی رب العالمین** (الشعراء) ترجمہ: میں اس تبلیغ کے عوض آپ سے کوئی عوض لینے کا طلب گار نہیں بلکہ اس کا بدلہ مجھے اپنے (مالک) رب العالمین نے مجھے دینا ہے۔

امام الانبیاء کا اخلاص: سرکار دوعالم سید الرسل ﷺ کی زندگی آپ کے سامنے ہے، صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ نجات پر لانے کیلئے کتنے مصائب اور مشکلات سے دوچار ہوئے اگر ان کی یہ تگ ودو اور محنت کسی دنیوی لالچ اور غرض کیلئے ہوتی تو کفار نے تو سونے کے ڈھیر، حسین ترعورت سے شادی کروانے اور ملک کے بادشاہت وغیرہ دینے کے پیشکش کیئے، چونکہ ان کی تمام مساعی اللہ کے حکم کی بجا آوری اور مالک کے خوشنودی کیلئے تھے اسی نیک اور اخلاص کے پیش نظر کفار کے کسی جال اور فریب میں نہ آسکے، اپنے اس عظیم مقصد کے مقابلہ میں فانی دنیا کے تمام فوائد کو حقارت سے ٹھکرا کر سابقہ انبیاءؑ کے اسی نعرہ کی تائید فرمائی کہ اصلاح امت کی ساری جدوجہد کا مقصد ایک ہی ہے کہ ایسا راستہ اختیار کیا جاوے جو دل کے گہرائیوں سے خالص اللہ کیلئے ہو اور اجر کے بھی اسی سے حاصل

کرنے کے متمنی ہیں۔

عمل شرک سے برأت کا اعلان: اپنے کسی عمل میں اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنے والا ایسا ہے جو اللہ کے ساتھ اس کے حاکمیت اور خدائی میں بھی دوسرے کو شریک کر رہا ہے یہ ایسا بدترین عمل ہے جس کا خمیازہ دنیا اور آخرت دونوں میں بھگتنا ہوگا۔

ختم الرسل ﷺ کا ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انا اغنیٰ الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیہ معی غیری ترکۃ وشرکہٗ وفی روایۃ فانا منہ بریٔ ھوللذی عملہٗ

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرک کے سلسلہ میں تمام شرکاء سے بہت زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی میں کسی کا محتاج نہیں کسی سے شراکت احتیاج کی وجہ سے ہوتی ہے کسی کو اجازت نہیں کہ میرا بندہ میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے) جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرلے میں اس شخص کو شرک کے ساتھ مسترد کردیتا ہوں۔ اور ایک اور روایت میں جو الفاظ ہیں وہ اسطرح ہیں (کہ جو میرے ساتھ کسی عمل میں دوسرے کو شریک بنانے کی کوشش کرے) میں اس شخص اور اسکے عمل سے بری ہوں اور اس عمل کرنے والے کا عمل صرف اس کیلئے ہے جس کے واسطے اس نے وہ کار خیر کیا۔

ریاکاری کی مضرتیں: اتنی سخت وعید کے بعد بھی آج ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر کبھی کوئی نیک عمل کرنے کا ارادہ بھی کرتے ہیں تو خواہش ہوتی ہے کہ اسکی خوب تشہیر ہو کبھی تہجد پڑھنے کا موقع اتفاق سے مل جائے، کہیں کسی مدرسہ، مسجد یا کسی مفلس ونادار کے ساتھ تعاون کا موقع ہاتھ آئے تو خواہش ہوتی ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات وغیرہ میں تصویر اور شہرت کا موقع ہاتھ سے نہ جائے، لوگوں میں دینداری، غریب پروری کا چرچا ہو، تشہیر کی یہ شیطانی خواہش اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ کئی نیکی کرنے کے دعویدار اپنے برائے نام کار خیر کو مشروط کردیتے ہیں کہ اس رفاہی اور تعمیری کام پر میرے نام کا کتبہ ضرور نصب کیا جائے۔ افسوس ایسے عمل پر بھی ہم رب العالمین سے اجر وصلہ حاصل کرنے کے اپنے کو حقدار سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضور کے ایک ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا ہر عمل والے کے ساتھ اسکے جزاء وسزا کا معاملہ اس کے نیت کے مطابق ہوگا۔

ریاکاری کا مذموم کردار: اس سے بڑھ کر احسان فراموشی، خودغرضی کیا ہوگی کہ جس احکم الحاکمین نے پیدا کیا ایک ایک بال اور بدن کا رگ وریشہ اسی کے انعامات کی مرھون منت ہے صرف اسی کی عبادت کرنے کی بجائے دین وعبادت کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کمانے کی خاطر ظاہری اعمال واخلاق سے دنیا والوں کو دھوکہ دیا جائے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

وعن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلّون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضّان من اللّین السنتھم احلیٰ من السّکر وقلوبھم قلوب الذئاب یقول اللہ

أبی یغترون أم علیّ یجترء ون حلفت لابعثن علی أولئک منهم فتنة تدع الحکیم فیهم حیران (رواہ ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی وشرعی اعمال کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائیں گے (لوگوں) کی خوشنودی اوران کو اپنے کومتقی و پرہیز گار ظاہر کرنے کیلئے) دنبوں کی کھال کالباس زیب تن کریں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اوران کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح (خونخوار) ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (یہ لوگ لوگوں کوفریب اوردھوکہ میں مبتلا کرکے) کیا یہ لوگ میرے طرف سے ان برے اعمال کے سبب سے فوری عذاب نہ دینے کے وجہ سے غروراورفریب میں مبتلا ہیں حتی کہ میرے عذاب سے بھی نہ ڈرنے کی جرأت کررہے ہیں یااس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ ان کے برے کاموں میں بھی ان کا مددگار ہوں پس میں اپنی ذات پرقسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میں ان پر انہی میں سے ایسا فتنہ، عذاب مسلط کروں گا اوروہ فتنے اورمصائب ایسے ہوں گے کہ ان سے محفوظ رہنے کیلئے بڑے سے بڑے دانشور، عقل منداوردانا بھی حیران وپریشان ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ وہ لوگ ظاہری اعمال صالحہ کے پابند، زہدوتقویٰ کے مجسمے نظرآئیں گے، سارے تکلف وتصنّع کی بنیاد ریا پر قائم ہوگی مطلوب ومقصود مخلوق کی رضا اوران کو جاہل بنا کران سے دنیاوی فوائد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ رب کائنات ایسے ریاکاروں پر دنیا میں بھی ایسا عذاب اوراشخاص مختلف شکلوں میں مسلط فرمادیتے ہیں کہ ان کی ریاکاری اوراس کے ذریعہ حاصل کرنے والے فوائدان کے لئے تباہ کن حالات پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ رب العالمین انسانوں کی طرح نہ جلد باز ہیں اورنہ اسکے فیصلے جلد بازوں کی طرح ہوتے ہیں اسکے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں مگر جب گرفت فرماتے ہیں پھراس سے بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

نجات صرف عمل سے نہیں ہوگی بلکہ وہ عمل جس میں اخلاص وللّٰہیت ہووہی عمل قابلِ اعتباراوراسی پرنجات کا مدار ہے اگرکسی عمل کی ظاہری صورت بہت خوبصورت اوربادی النظر قبولیت کی صلاحیت رکھنے کا بھی یقین ہومگر خلوص سے خالی ہواس میں تباہی اوربربادی کے علاوہ کچھ نہیں آپ کومعلوم ہے کہ دین میں علم وسخاوت اورشہادت وہ اوصاف حمیدہ ہیں کہ قرآن وحدیث میں یہ صفات جن حضرات میں ہوں ان کے لئے بڑے بڑے اجوراوردرجات کی خوشخبریاں موجود ہیں اگر یہ اعلیٰ اعمال بھی خلوص وللّٰہیت سے خالی ہوں صرف لوگوں کے دکھاوے اپنی شہرت اور ریا کے طورپر کی جائیں توان اعمال سے نجات کا تصور بھی ناممکن ہے بلکہ ایسے اعمال ان کو جہنم میں پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔

ریاکار عالم وشہید کا انجام:

حضرت ابوھریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے ایک طویل حدیث میں ان تینوں کے بدترین انجام کا ذکر کرتے ہوئے کہا جس کا مفہوم وخلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت ایک شہید رب العزت کے سامنے پیش کیا جائے گا اور جل جلالہٗ اس کے سامنے اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے یہ شہید بھی انعامات کے حاصل کرنے کا اقرار کرے گا، رب العالمین پوچھیں گے کہ آپ نے ان نعمتوں کے عوض کیا بدلہ دیا، شہید جواباً کہہ دے گا۔ میں نے آپ کی رضا کیلئے جہاد کر کے شہادت سے سرفراز ہوا، رب العالمین فرمائیں گے، اس دعویٰ میں جھوٹے ہو تم نے قتال میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا بلکہ تمہاری مقصد صرف یہ تھی کہ لوگ کہہ دیں کہ فلان بڑا بہادر اور پہلوان ہے۔ حدیث میں الفاظ ہیں ''فقد قیل اور تمہاری بہادری کا لوگوں نے اعتراف کرلیا یعنی تم نے جس دنیاوی غرض کیلئے جنگ کی وہ تمہیں حاصل ہوا۔ میرے پاس تمہارے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں پھر اللہ جل جلالہ اس کو جہنم میں ڈالنے کا حکم فرمائیں گے فرشتے اس کو الٹا گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدیں گے۔

اللہ کے حضور پیش ہونے والا دوسرا شخص عالم دین ہوگا علم حاصل کرنے کے کئی مراحل طے کر کے معاشرہ میں ایک ممتاز عالم کی حیثیت سے نام پیدا کیا صرف علم حاصل کرنے پر قناعت نہ کی بلکہ قرآن وحدیث کے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھ کر اور لوگوں کو بھی قرآن وعلوم دینیہ پڑھائے اسے بھی پہلے والے معاملے کا سامنا کرنا پڑیگا رب العالمین اپنے نعمتوں کا ذکر اور اس عالم کے اقرار کے بعد وہی سوال ہوگا کہ لاتعداد نعمتوں کا شکریہ اور استعمال کیلئے تم نے کون سا راستہ اختیار کیا۔ یہ شخص جواب میں اللہ کے رضا کیلئے علم، اس راستہ میں مشکلات برداشت کرنا اور پھر علم پھیلانے جیسے دعوے کرے گا، احکم الحاکمین اسے جھوٹا قرار دے کر اس کے دعویٰ کو رد کریں گے کہ تو نے میری رضا کیلئے نہیں بلکہ علم اس لئے حاصل کیا اس کے لئے محنت اور تکالیف برداشت کئے کہ تمہیں معاشرہ کے لوگ بڑا عالم کہیں اور اس نام کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے درمیان امتیازی مقام ملنے کی بعد شہرت حاصل کرسکو اور وہ مقصد تمہیں حاصل ہوا۔ اس کا خاتمہ بھی پہلے شخص کی طرح ہوگا کہ مالک الملک کے حکم سے فرشتے الٹے منہ گھسیٹ کر اسے جہنم کا ایندھن بنادیں گے۔ ہمارے لئے عبرت کا مقام ہے کہ علم جیسا عظیم عمل جسکی وجہ سے آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی جیسے منصب جلیلہ سے نوازا گیا وحی کی ابتداء علم حاصل کرنے کے حکم سے کی گئی اگر اس کے حصول اور پھیلانے میں اللہ کی رضا نہ ہو شہرت پسندی اور دکھلاوا ہو آخرت میں وہی علم کارآمد نہیں بلکہ تباہی اور وبال کا ذریعہ ہے۔

ریاکار سخی کا انجام:

تیسرے قسم کے لوگوں میں مالدار رب العزت کے سامنے پیش ہو کر مالدار سے وہی سوالات کہ میں نے تمہیں کروڑوں، لاکھوں سے نوازا، محلات، باغات اور بے شمار سیم وزر دئے تم نے ہمارے لئے کیا کیا وہ جواب

میں اپنے صدقات وخیرات اور یتامیٰ ومساکین کے اعانت کا ذکر کریں گے کہ یا اللہ یہ سب کچھ آپ کی خوشنودی کیلئے کیا۔ رب العزت اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے کر فرمائیں گے میرے رضا کیلئے یہ اعمال نہیں کئے ''ولکنک فعلت لیقال ھو جواد'' یعنی اسلئے کئے کہ دنیا میں تمہاری شہرت ہو کہ فلان بڑا سخی ہے اور پھر اسے بھی جہنم کا حصہ بنانے کا حکم دیا جائیگا۔

یہ تینوں عمل آپ حضرات کو معلوم ہیں کہ کتنے بڑھے طاعات میں گنے جاتے ہیں مگر جب خلوص نیت نہ ہو تو انہی کی وجہ سے دخول جہنم ہوا۔

محترم سامعین! اب ان تین اعمال کی بجائے ایسے نیک اعمال کہ عنداللہ تو وہ بھی رضائے الٰہی کا بہترین وسیلہ بن سکتے ہیں مگر عام طور پر لوگوں کے خیال میں وہ معمولی عمل ہیں چھوٹے طاعات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ویسے شکل وعمل کے اعتبار سے بھی چھوٹے ہیں اگر یہی اعمال خلوص سے ہوں تو آخرت میں تو یقیناً نجات کی صورت اختیار کر جائیں گے دنیا میں بھی اگر ان اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ سے اپنی حاجت پورے کرنے کا سوال کیا جائے تو یہاں بھی خطرناک ترین مصائب و پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ سرخروئی اور کامیابی سے مالا مال فرما دیتے ہیں جیسے کہ

<u>اصحاب غار کا قصہ اور اخلاص کے برکات:</u> عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امم سابقہ کے تین افراد صحرانوردی کرتے ہوئے آبادی سے دور چلے گئے رات اور اندھیرے کی وجہ سے اپنے ٹھکانوں کو واپس نہ جاسکے۔ پناہ اور رات گزارنے کی خاطر غار میں گھس گئے اچانک پہاڑی سے کئی منوں ٹنوں پر مشتمل ایک چٹان پہاڑ سے کھسک کر غار کے منہ پر آکر رک گیا غار کا منہ بالکل بند ہوا نہ آکسیجن کا داخل ہونا، باوجود کوشش کے چٹان کو غار کے منہ سے ہٹانا بھی ان کیلئے ناممکن تھا، اب ان کو یقین ہوا کہ تینوں کی موت واقع ہونے والی ہے، راہ نجات کیلئے تدبیریں نکالنے کیواسطے تینوں نے سر جوڑ کر سوچنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تو اسکے ہٹانے سے عاجز ہیں کھانا وغیرہ بھی ختم ہونے کو ہے اب ایک تجویز ہے اس پر عمل کرنے سے ممکن ہے موت کے اس غار سے زندہ بچ نکلنے کا راستہ نکل آئے وہ یہ کہ اگر ہم سے ہر ایک نے کوئی ایسا عمل اور نیکی کی ہو جو خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے ہو۔ یہی عمل اللہ کے حضور واسطہ بنا کر اس سے نکلنے کی دعا کیجائے اس رائے سے تینوں نے اتفاق کیا۔ ایک نے اللہ کے حضور دستِ سوال پھیلا کر کہا یا اللہ فقر وافلاس کا دور تھا میری صرف ایک بکری تھی، دن بھر بکری چرا کر رات کو دودھ دوھنے کے بعد بیوی بچوں کے بجائے سب سے پہلے اپنی ماں کو دودھ پلاتا، اس کے علاوہ کھانے کیلئے کچھ نہ تھا اللہ ورسول کے حکم کے مطابق کہ ماں کا حق مقدم ہے یہی میرا معمول رہا، ایک دن بکری چرانے کیلئے دور جانا پڑا، دیر سے آکر دیکھا ماں سوئی ہوئی تھی بیوی اور بچی بھی بھوک سے بلک رہے تھے مگر میں نے ماں کا درجہ مقدم ہونے کی وجہ سے والدہ کے سرہانے دودھ کا پیالہ لیکر کھڑا رہا اسے اٹھا کر بے آرام کرنا بھی مناسب نہ سمجھا، اس دوران بچے بھوک کیوجہ سے مسلسل روتے رہے مگر میں نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ آدھی رات کو ماں بیدار ہوئی، اس نے دودھ پی کر مجھے خوب

دُعائیں دیں جو دودھ بچا بچوں اور بیوی کو پلایا یا اللہ یہ عمل میں نے تیری رضا کیلئے کیا اگر میرا یہ اخلاص آپ کو مقبول ہو اس پریشانی سے نجات دیدے۔ دعا کرتے ہی مقبولیت ہوئی چٹان کا ایک تہائی غار کے منہ سے ہٹ گیا۔

دوسرا دعا کرنے کیلئے اٹھا یا اللہ میں ایک مسکین ونادار شخص تھا ایک دفعہ میں نے اپنے چچازاد کے بیٹی جو انتہائی حسین تھی کو دیکھ کر اس کے عشق میں دیوانہ ہوا وہ مالدار اور میں غریب گھرانے سے تھا، نکاح کرنا ناممکن تھا میں نے تخلیہ میں اسکے پاس جا کر شوق عشق میں زنا کرنے کا عرض کردیا، اس نے ایک بہت بڑے رقم کے عوض زنا کرنے کا مطالبہ منظور کیا شاید اسے یقین تھا کہ مجھ جیسے غریب شخص کیلئے اتنے بڑے رقم کا پیدا کرنا محال ہے میں نے دن رات ایک کر کے مطلوبہ رقم حاصل کر کے شرط پوری کردی۔ بدعملی کیلئے ہم دونوں تیار ہوئے کہ لڑکی نے آواز دی **"لا احل لک ان تفض الخاتم إلا بحقه"** یعنی میں تمہارے لئے اس بات کو حلال نہیں سمجھتی کہ تم اس مُہر (بکارت) کو بغیر اسکے کہ تمہارا حق نہیں توڑ دو یہ سنتے ہی میں نے اپنے حرام ارادہ کو ترک کردیا میں اس سے جدا ہوا یا اللہ اگر میں نے باوجود بے پناہ محبت کے یہ کار بد آپ کی رضا کیلئے کیا تھا تو ہم کو اس مشکل سے آزاد فرما۔ دعا قبول ہوئی بھاری پتھر اپنی جگہ سے مزید سرک گیا اگرچہ باہر نکلنا ہمارے لئے اب بھی مشکل تھا مگر دو تہائی حصہ پتھر ہٹ گیا۔

تیسرا دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر گویا ہوا اے میرے مولیٰ کچھ مزدور میرے ساتھ کام پر لگ گئے شام کو سب کو اپنی اپنی مزدوری ادا کردی صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لئے بغیر چلا گیا میں نے اسکی رقم کو امانت سمجھ کر کاروبار میں صرف کردیا۔ اس کا منافع اور پھر اور اس پر مزید تجارت اتنی بڑھ گئی کہ اسکی ایک دن کی مزدوری لاکھوں درھم اور سینکڑوں اونٹ بیل، اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں تبدیل ہو کر اس کیلئے محفوظ رکھتا رہا اچانک ایک دن کافی عرصے بعد آ کر مجھ سے اپنی ایک دن کی مزدوری کا مطالبہ کیا میں نے اس کو اس ایک دن کی مزدوری سے حاصل کردہ مال و دولت بمعہ بے شمار جانوروں کے پیش کئے۔ اس نے کہا یا عبداللہ تستھزأبی اللہ کے بندے مجھ سے مذاق کرتا ہے میرے آپ کے ذمہ ایک دو ورہم قرض ہے میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا بلکہ اس کے مال کو تجارت میں خرچ کرنے اور پھر منافع کے بڑھنے کا قصہ سنایا۔ یہ سننے کے بعد وہ تمام مال لے گیا یا اللہ اگر میں نے یہ دیانت داری آپ کی حکم اور رضا کی خاطر کی تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اس سے نجات دے دیں اخلاص سے کی گئی دعا اور عمل کی کی بدولت چٹان کا باقی حصہ بھی غار کے منہ سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ پورا کھل کر ہم صحیح وسلامت باہر نکل آئے۔

ان دونوں واقعات کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا عمل جس میں غرور تکبر، نمائش، تشہیر وریا کی نیت ہو وہ عمل کرنے والے کو عذاب جہنم میں مبتلا کردیتا ہے اور چھوٹا عمل جو اللہ کے خاطر ہو وہ جنت الفردوس کے مدارج عالیہ پر پہنچا دیتا ہے۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو ہر عمل میں خلوص نیت کی نعمت سے مالا مال فرمادیں۔ امین